www.KitaboSunnat.com

14- سُورَةُ اِبْرَاهِيم

آیات : 52 ...... مَكِّيَّة ...... پیراگراف : 8
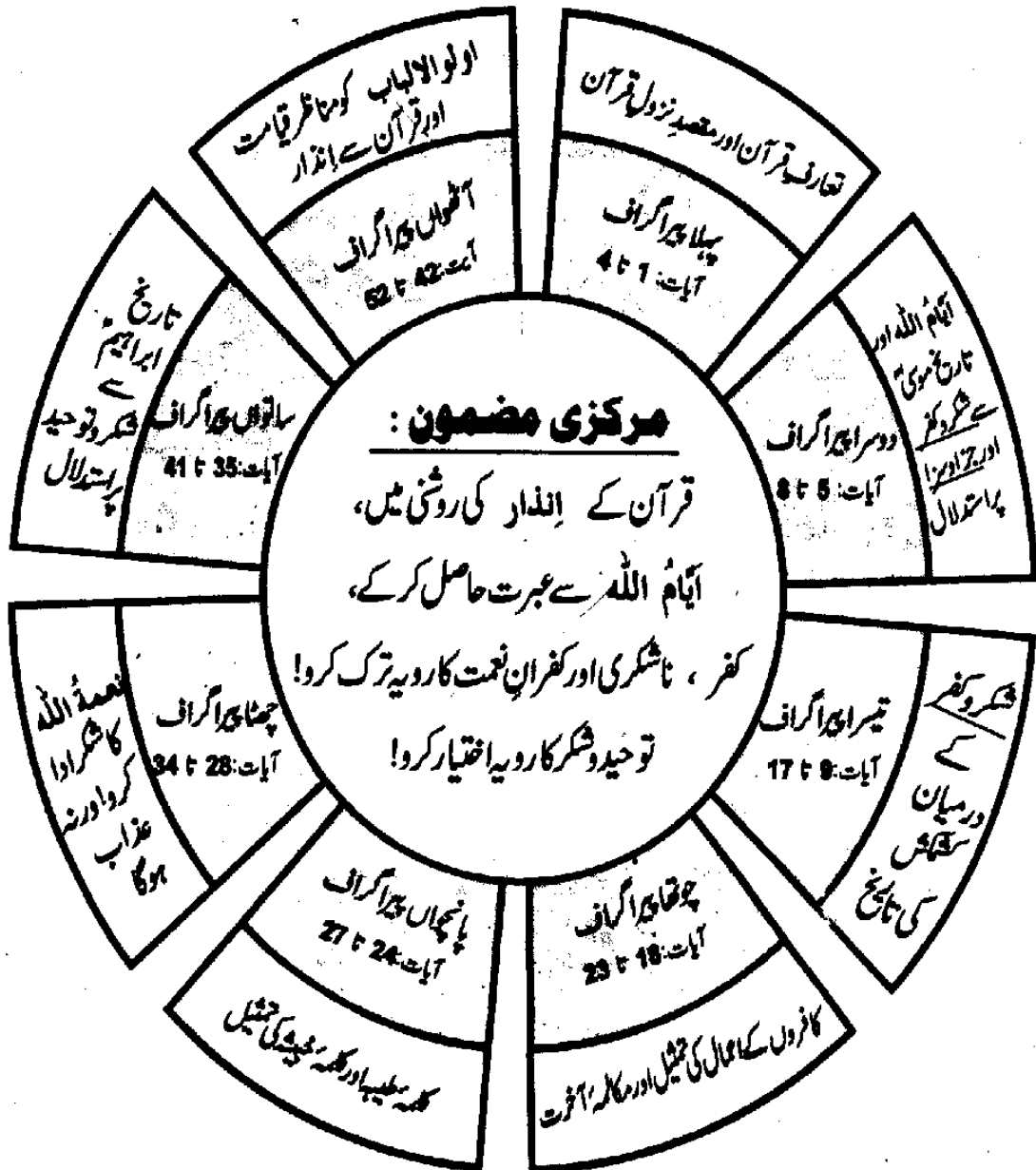
زمانۂ نزول:

سورت ﴿ابراهيم﴾، سورۃ الرّعد کے بعد، رسول اللہ ﷺ کے قیامِ مکہ کے چوتھے اور آخری دور (11 تا 13 نبوی) کے وسط میں نازل ہوئی، یہ وہ ﴿مکر﴾ یعنی سازشوں کا زمانہ تھا (آیت: 46)، جب شہر مکہ سے اِخراجِ رسول ﷺ کے منصوبے بنائے جا رہے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ اِبراھیم کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورت ﴿ الرّعد ﴾ میں حق وباطل کا فلسفہ، عقلی اور آفاقی دلائل کے ذریعے پیش کیا گیا تھا۔ یہاں سورت ﴿ابراہیم ﴾ میں بتایا گیا ہے کہ ﴿شکر﴾ کے نتیجے میں ﴿توحید﴾ کے فطری جذبات پھوٹتے ہیں۔ ﴿توحید﴾ حق اور ﴿شرک﴾ باطل ہے۔

پچھلی سورت ﴿ الرّعد ﴾ کی آیت:37 میں قرآن کو ﴿حکماً عربیاً ﴾ کہا گیا تھا۔ یہاں سورت ابراہیم میں وضاحت کی گئی ہے کہ تمام رسولوں کو قوم کی زبان ہی میں دعوت کا فریضہ سونپا جاتا ہے تاکہ وہ بخوبی وضاحت کرسکیں، اس لیے عربوں کی زبان میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔

2۔ پچھلی سورت اور اس سورت دونوں میں ﴿اُولوا الالباب ﴾ یعنی عقل مندوں کا ذکر ہے، جو اہلِ توحید ہی ہو سکتے ہیں۔ ﴿کلمة طيبة﴾ پر مشتمل دعوتِ توحید، انسان کی فطرت کی زمین میں جڑیں رکھتی ہے۔ اس کا آسمان سے ربط ہوتا ہے اور یہ تمام انسانیت کے لیے سودمند ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قول ﴿کلمة طيبة﴾ والوں کو دنیا و آخرت میں ﴿ تثبیت ﴾ یعنی ثابت قدمی عطا کرتا ہے۔

3۔ اگلی سورت ﴿الحجر﴾ میں قومِ لوطؑ ، قومِ شعیبؑ اور قومِ ثمود کی ہلاکت کا ذکر ہے اور یہاں سورت ﴿ابراہیم﴾ میں ہدایت کی گئی ہے کہ تاریخ کے اہم واقعاتِ ہلاکت وعبرت یعنی ﴿ايّامِ اللّٰه ﴾ سے تذکیر کی جائے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1۔ سورت ابراہیم میں توحید وشرک کو ﴿نور و ظلمات﴾ کہا گیا ہے۔

(a) پہلی آیت ہی میں نزولِ قرآن کا مقصد بتا دیا گیا کہ غالب اور حمید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے لوگوں کو گمراہی اور شرک کے مختلف اندھیروں ﴿ظلمات﴾ سے نکال کر توحید کی صراطِ مستقیم کی روشنی ﴿النور﴾ پر گامزن کرنا چاہتا ہے۔

﴿الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ﴾ (آیت:1)

(b) تاریخ سے استدلال کیا گیا کہ آیاتِ موسیٰؑ کا مقصد بھی اُن کی قوم کو ﴿ظلمات﴾ سے نکال کر توحید کے ﴿ النور ﴾ میں لانا تھا۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ﴾ (آیت:5)

2۔ سورت ابراہیم میں تاریخی دلائل کے لیے ایک خاص لفظ ﴿اَيّٰمُ اللّٰه ﴾ استعمال ہوا ہے۔

﴿ اَيّٰمُ اللّٰه ﴾ کا لفظی مطلب تو ''اللہ کے دن'' ہیں۔ لیکن ان سے مراد تاریخ کے وہ مشہور دن ہیں، جب قوموں کے عروج وزوال کا فیصلہ ہوا اور جب اللہ کے رسولوں کو جھٹلانے والوں کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے: ﴿یَوْمُ الْبَدْر﴾ یعنی 17 رمضان 2ھ کا دن، جب 70 کے قریب کافر واصلِ جہنم کیے گئے، جن میں ابو جہل بھی شامل تھا۔ یا پھر ﴿یوم عاشوراء﴾ یعنی 10 محرم کا دن، جب فرعون وہامان کی فوجیں غرق کی گئیں اور بنی اسرائیل نے نجات پائی۔ ﴿اَیَّامُ اللّٰہ﴾ کا یہ لفظ سورۃ الجاثیہ کی آیت: 14 میں بھی استعمال ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ وہ مشرکینِ مکہ کو تاریخی دلائل سے اللہ تعالیٰ کے قانونِ جزاء وسزا سمجھائیں۔ صابر وشاکر عقل مند لوگ ان آیات ودلائل سے سبق حاصل کر لیتے ہیں۔ بے صبرے اور بے وقوف لوگ ان واقعات سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

﴿وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ﴾ (آیت:5)۔

3۔ سورت ابراہیم میں ﴿نِعْمَةُ اللّٰه﴾ کا لفظ بھی بڑا اہم اور کلیدی ہے۔

(a) بنی اسرائیل ایک ﴿ناشکری﴾ اور احسان فراموش قوم تھی۔ ان کے رسول حضرت موسیٰ نے انہیں اللہ کی نعمتوں ﴿نِعمةُ اللّٰه﴾ کو یاد رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آلِ فرعون کے ظلم وستم سے نجات دی تھی۔ فرعون ان کے لڑکوں کا قتل کر دیا کرتا تھا، لیکن نجات کے بعد بنی اسرائیل پھر شرک اور نافرمانی میں مبتلا ہو گئے۔ (آیت:6)

﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ﴾

(b) مشرکینِ مکہ کو غور وفکر کی دعوت دی گئی کہ وہ تاریخ سے عبرت حاصل کریں۔ اللہ کی نعمتوں ﴿نعمت اللّٰه﴾ کا شکر ادا نہ کرنے والے ناشکرے احسان فراموش اور نمک حرام قائد (Leader) اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی (دوزخ) میں اتار دیتے ہیں۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ (آیت:28)

(c) اللہ تعالیٰ نے انسان کو غور وفکر کی دعوت دی کہ اس نے ضرورت کی تمام چیزوں سے اس دنیا کو آراستہ کیا ہے۔ اس کی نعمتیں بے حد وحساب ہیں۔ انسان اگر گننا چاہے بھی تو اللہ کی نعمتوں ﴿نِعمةُ اللّٰه﴾ کا شمار نہیں کر سکتا۔ یقیناً انسان بہت بڑا حق تلف اور ﴿ناشکرا﴾ ہے۔ وہ خالق کے بجائے مخلوق کی عبادت اور پیروی کر کے نمک حرامی کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ توحید کے بجائے شرک اختیار کرتا ہے، جو ظلمِ عظیم ہے۔

﴿وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ، وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ﴾

4۔ ﴿شُکر﴾، ﴿کفر﴾، ﴿صبّار﴾ اور ﴿شکُور﴾ کے الفاظ اس صورت میں اہمیت کے حامل ہیں:

(a) تاریخ میں عبرت کا سبق موجود ہے۔ اس سبق سے صرف وہی لوگ نصیحت حاصل کر سکتے ہیں، جو اعلیٰ درجے کے صبر اور شکر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴾ (آیت:5)۔

(b) اللہ تعالیٰ نے اپنی مشروط پیش کش سے تمام انسانوں کو آگاہ کر دیا ہے۔ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر ﴿شکر﴾ کریں گے تو وہ انہیں بڑھائے گا اور اگر ﴿ناشکری﴾ کا مظاہرہ کریں تو اس کا عذاب بھی بہت شدید ہوگا۔

﴿ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ، وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴾ (آیت:7)

(c) اگر دنیا کی ساری مخلوق بھی اللہ تعالیٰ کی ﴿ناشکری﴾ کرے اور ﴿کفرانِ نعمت﴾ کا رویہ اختیار کر لے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت میں کوئی کمی نہیں آتی ، اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں ہر قسم کی تعریفوں سے بے نیاز ﴿غنی﴾ اور اپنی ذات میں آپ محمود ﴿حمید﴾ ہستی ہے۔

﴿ اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴾ (آیت:8)

5۔ قرآن خود ایک کتابِ ﴿اِنْذار﴾ ہے، یہ کتاب قیامت کے دن سے بھی ڈراتی ہے۔

(a) قرآن مجید ایک کتابِ اِنذار ہے۔ اس کا مقصد لوگوں کو متنبہ اور خبردار کرنا ہے، تا کہ وہ اچھی طرح جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ایک ﴿اله﴾ ہے ﴿اُولُوا الالباب﴾ یعنی عقل مند لوگ اس اِنذار اور یاد دہانی سے عبرت و نصیحت حاصل کر کے دل و جان سے عقیدۂ توحید کو تسلیم کر لیتے ہیں اور بے وقوف بدستور شرک و جہالت میں مبتلا رہتے ہیں (آیت:52)۔ آخری آیت کہتی ہے۔

﴿ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾

(b) سورۃ ابراھیم میں لوگوں کو قیامت کے دن سے بھی ﴿اِنْذار﴾ کیا گیا ہے، یعنی خبردار کر کے ڈرایا گیا ہے۔

﴿ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴾ (آیت:44)

سورۃ ابراھیم کا نظمِ جلی

سورۃ ابراھیم آٹھ (8) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 4 : پہلے پیراگراف میں، تعارفِ قرآن ہے اور عربی زبان میں نزولِ قرآن کی حکمت کی وضاحت ہے۔

قرآنی آیات کے نزول کا مقصد لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر اسلام اور توحید کے اجالوں میں لے آنا ہے۔

دعوتِ توحید دراصل ﴿دعوتِ شکر﴾ ہے۔ آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے والوں کے لیے عذاب ہوگا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام رسولوں پر ان کی اپنی زبان (عبرانی، آرامی، عربی) میں وحی نازل کی گئی، تا کہ وہ اپنی بات کھول کر اپنی قوم کو سمجھا سکیں (اسی لیے قرآن کو عربیٌ مبین میں نازل کیا گیا ہے)۔

2- آیات 5 تا 8: دوسرے پیراگراف میں ﴿اَیَّامُ اللّٰہِ﴾ اور تاریخِ موسیٰؑ سے ﴿شکر و کفر﴾ اور جزا و سزا پر استدلال ہے

حضرت موسیٰؑ کو بھی یہی ہدایت دی گئی تھی کہ اپنی قوم بنی اسرائیل کو اندھیروں سے (اسلام اور توحید کے) اُجالے میں لے آئیں اور ﴿ایامُ اللہ﴾ سے نصیحت کریں۔

انہوں نے اللہ کی تمام نعمتوں اور احسانات کو یاد رکھنے کی ہدایت کی۔ بالخصوص فرعون کے ظلم و ستم سے نجات کا احسان۔

بنی اسرائیل کو بھی ایک اہم اور اصولی قاعدہ بتا دیا گیا کہ لوگ اگر ﴿شکر﴾ کا رویہ اختیار کریں گے تو انہیں بڑھایا جائے گا اور اگر ﴿ناشکری کا رویہ﴾ اختیار کریں گے تو اللہ کا عذاب بھی بہت سخت ہوگا۔

3- آیات 9 تا 17: تیسرے پیراگراف میں شکر و کفر کے درمیان کشمکش کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ رسولوں کی کردار کو اجاگر کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا تعارف پیش کرتے ہیں اور توحید پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں۔

قومِ نوحؑ، عاد اور ثمود اور ان کے بعد کی قوموں نے بھی پیغامِ رسالت کا انکار کر کے دعوت کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا۔ پیغمبروں کو صرف اپنے جیسا انسان قرار دیا اور روایت پرستی کے اسیر رہے۔ ان حالات میں پیغمبروں نے اذیتوں اور تکلیفوں کے باوجود ثابت قدمی اور توکل کا مظاہرہ کیا۔

کافروں کی طرف سے رسولوں کو دھمکی دی گئی کہ تم لوگ ہمارے پرانے مذہب پر لوٹ آؤ! ورنہ ہم جلاوطن کر دیں گے۔

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا﴾

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو تسلی دی کہ ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے اور زمین پر دوسرے جانشین پیدا کریں گے

﴿فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ o وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ﴾ کافروں نے فیصلہ مانگا تھا۔ اللہ نے فیصلہ صادر کر دیا۔ ہر جابر سرکش اور اسلام و توحید سے عناد رکھنے والا شخص دنیوی عذاب سے دوچار کر کے رسوا اور نامراد کیا گیا۔

﴿وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ﴾ یہ تو دنیاوی عذاب تھا، لیکن اس کے آگے ان لوگوں کے لیے جہنم کا عذاب ہے، جہاں انہیں پینے کے لیے پیپ لہو دیا جائے گا ﴿مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ﴾

4- آیات 18 تا 23: چوتھے پیراگراف میں، ﴿شکر﴾ نہ کرنے والے کافر لیڈروں اور ان کے کمزور پیروکاروں کو خبردار کیا گیا کہ ہر دو کو اپنی اپنی فکر کرنی چاہیے۔

(a) مغرور اور گھمنڈی آقاؤں (Leaders) کے لیے ﴿اَلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا﴾ اور کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے اُن کے پیروکاروں (Followers) کے لیے ﴿ضُعَفٰٓؤُا﴾ کی اصطلاح استعمال کی گئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(b) ابلیس بھی ایک ایسا لیڈر ہے، جو انسانوں کو بہکاتا ہے لیکن روزِ قیامت کافر لیڈروں کی طرح آنکھیں پھیر لے گا۔

کافروں کے اعمال کو ایک ایسی راکھ سے تشبیہ دی گئی، جس پر تیز آندھی چل گئی ہو۔

کافروں کو دھمکی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں مٹا کر کسی دوسری قوم کو بسانے کا اختیار رکھتا ہے۔

کافر لیڈروں اور ان کے پیروکاروں کے طرزِ عمل پر تنقید کرتے ہوئے بتایا گیا کہ دونوں عذاب سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

(c) لیڈروں اور عوام کے درمیان روزِ قیامت پیش آنے والے مکالمے کو نقل کیا گیا۔ اس دن وہ ایسے بے بس ہوں گے کہ اپنے پیروکاروں کو عذاب سے نجات دلانا تو درکنار، خود عذاب سے دوچار ہوں گے۔

یہی معاملہ روزِ قیامت ابلیس اور اس کے پیروکاروں کے درمیان ہوگا۔ ابلیس اپنے پیروکاروں سے کہے گا کہ مجھے ملامت مت کرو، بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو ﴿فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ تم لوگوں نے کیوں میری پیروی کی؟

ایسے ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہوگا اور ایمان لا کر نیک عمل کرنے والے سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

5- آیات 24 تا 27 : پانچویں پیراگراف میں، ﴿کلمۂ طیبہ﴾ اور ﴿کلمۂ خبیثہ﴾ کو دو درختوں سے تشبیہ دی گئی۔

قرآن اور صحیح احادیث پر مشتمل ہر بات ﴿کلمۂ طیبہ﴾ ہے اور قرآن وسنت کے خلاف ہر بات ﴿کلمۂ خبیثہ﴾ ہے۔

توحید کا اقرار بھی کلمۂ طیبہ ہے، جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ توحید کی دعوت انسان کے قلب وروح میں مضبوط جڑیں رکھتی ہے۔ ایمان میں اضافے کے ساتھ ساتھ یہ جڑیں دل کی زمین میں گہری اور مضبوط ہوتی جاتی ہیں۔ یہ قلب وروح کی زمین ہی سے ایمانی غذا حاصل کرتی ہیں۔ جڑوں کے ساتھ ساتھ زمین کی بالائی سطح پر بھی درخت بڑھتا رہتا ہے۔ لوگوں کو سایہ فراہم کرتا ہے اور انہیں پھلوں سے نوازتا ہے۔ یہ ایک مضبوط اور توانا درخت ہے۔ اس کا تعلق اللہ سے بھی مضبوط ہوتا ہے۔ یہ انسانیت کے لیے فائدہ بخش ہوتا ہے۔

اس کے برخلاف ﴿کلمۂ خبیثہ﴾ ایک ایسا درخت ہے، جس کی جڑیں دل کی زمین میں گہری نہیں ہوتیں۔ اس کا تعلق اللہ سے بھی کمزور ہوتا ہے اور یہ برگ وبار بھی نہیں لاتا۔ انسانیت کے لیے نفع بخش نہیں۔

اہلِ ایمان ﴿کلمۂ طیبہ﴾ کے قولِ ثابت پر پورے شرحِ صدر اور دل جمعی کے ساتھ ثابت قدم رہتے ہیں۔ دنیا کی کوئی جابر قوت انہیں اس کلمہ سے منحرف نہیں کر سکتی۔ نہ صرف دنیا بلکہ آخرت اور قبر میں بھی اہلِ ایمان توحید پر استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

6- آیات 28 تا 34: چھٹے پیراگراف میں ﴿نِعْمَتَ اللّٰهِ﴾ یعنی اللہ کی نعمتوں کا ﴿شکر﴾ ادا کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے

دنیا کے ناشکرے اور کافر آقا (Leader)، کفرانِ نعمت کے ذریعے اپنی قوم کے لیے دوزخ کے عذاب کا سبب بن جاتے ہیں۔ شکرگزاروں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ نماز اور انفاق کے ذریعے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔

زمین اور آسمان کی تخلیق، بارش کے ذریعے رزق کا انتظام، دریاؤں اور سمندروں کی تسخیر اور رات اور دن کی گردش کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ